آپ نے جمعیت العلماء اسلام کے کلکتہ کے اجلاس ۱۹۴۵ء میں یہ قرارداد پاس کی ؎
"غلبۂ کفر و استیلاء کفر سے نکلنے اور مسلمانوں کی آزادی اور استخلاص اور دینِ شریعت کی حفاظت و مدافعت کرنے کی عملی صورت یہی ہے کہ مسلمانانِ ہند اکھنڈ بھارت اور آل انڈیا فیڈریشن کی سختی سے مخالفت کریں۔ پاکستان و تقسیم ہندوستان کے مطالبہ کی جو آل انڈیا مسلم لیگ کی نمائندہ جمعیت المسلمین نے مسلم قوم کی طرف سے پیش کیا ہے ، پُر زور تائید کریں"[1]

پیر جماعت علی شاہ صاحبؒ کی سرپرستی میں آل انڈیا سنّی کانفرنس (بنارس) منعقدہ اپریل ۱۹۴۶ء میں یہ قرارداد پاس کی گئی ؛-

"آل انڈیا سنّی کانفرنس کا یہ اجلاس مطالبۂ پاکستان کی پُرزور حمایت کرتا ہے اور اعلان کرتا ہے کہ علماء و مشائخ اہل سنّت ، اسلامی حکومت کے قیام کی تحریک کو کامیاب بنانے کے لئے ہر امکانی قربانی کے واسطے تیار ہیں اور ہم اپنا یہ فرض سمجھتے ہیں کہ ایک ایسی حکومت قائم کریں جو قرآن کریم اور حدیثِ نبوی کی روشنی میں فقہی اصول کے مطابق ہو"[2]

مسلم لیگ نے قیام پاکستان کی نہایت مؤثر مہم شروع کی قائداعظمؒ نے جگہ جگہ تقریریں کیں اپنی خطابت اور استدلال کا سارا زور دو قومی نظریہ اور قیام پاکستان کی ضرورت پر صرف کیا۔ یہ مہم نہایت کامیاب رہی "آزاد مسلم ریاست" کا تصور مسلم عوام کے لئے اس قدر خوش آئند تھا کہ ان میں جوش و خروش کی انتہا نہ رہی۔ اگرچہ ہندو بظاہر قائل ہوتے نظر نہیں آتے تھے۔ لیکن اس کی وجہ یہ نہ تھی کہ مسلم لیگ کے دلائل میں وزن نہ تھا بلکہ یہ تھی کہ سارے برصغیر میں ہندو راج مسلط کرنے کا خواب پریشان ہوتا نظر آرہا تھا اور بالآخر مسلمانوں کی مسلسل جدوجہد کے نتیجہ میں قیام پاکستان کی راہ میں حائل شدہ تمام دیواریں گر گئیں اور ۱۴ اگست ۱۹۴۷ء کو پاکستان معرضِ وجود میں آیا۔

---

[1] چراغ راہ ، نظریہ پاکستان ص ۵۴۳

[2] مختصر رپورٹ خطبہ صدارت جمہوریہ اسلامیہ مطبوعہ مراد آباد ص ۲۹۔ ۱۹۴۶ء

Fikr-o-Nasar (Islamabad) 20:9-10 (1983)

قائداعظم کا تصوّرِ پاکستان

پروفیسر کرم حیدری

قائداعظم کی سوچ کا انداز شروع ہی سے خالص اسلامی تھا۔ آپ نے نوجوانی میں عملی سیاست میں قدم رکھا اور سیاست کا آغاز انڈین نیشنل کانگریس میں شامل ہو کر کیا۔ انڈین نیشنل کانگریس کی رُکنیت کے باوجود آپ نے ہمیشہ اسلام اور مسلمانوں کے مفاد کے لئے نہایت واضح اور بیباکانہ انداز میں کام کیا۔ آپ نے کانگریس کے سیاسی پلیٹ فارم سے سب سے پہلی تقریر ۱۹۰۶ء کے اجلاس میں کی، جو کلکتہ میں ہوا تھا۔ اس اجلاس میں اُن کی تقریر کا موضوع "وقف علی الاولاد" تھا جو ایک خالص اسلامی موضوع تھا۔ ۱۹۰۹ء میں وہ مرکزی کونسل کے رُکن منتخب ہوئے تو انھوں نے "وقف علی الاولاد" کے مسئلہ کو قانونی حیثیت دلوانے کے لئے کونسل میں "جوازِ وقف بل" پیش کیا جو تین سال کے مسلسل غور و خوض کے بعد قانون بن گیا۔

اس قانون کی ضرورت اس لئے پیش آئی تھی کہ پریوی کونسل کے ایک فیصلے نے مسلمانوں کے وقف کرنے کے قانونی حق کو بُری طرح مجروح کر دیا تھا۔ اس بل کی اہم ترین دفعہ ۳ ہے جس کا متن حسبِ ذیل ہے۔

دفعہ ۳ ۔ اس قانون کی شرائط سے مشروط ہر شخص کو جو دینِ اسلام کا دعویٰ کرتا ہے اور نابالغ یا فاترالعقل نہیں یہ حق حاصل ہے کہ مندرجہ ذیل مقاصد میں سے کسی ایک مقصد کے لئے وقف قائم کرے۔

(ا) اپنے کنبے، اپنی اولاد یا اپنے ورثاء کی جزوی یا کلّی کفالت کے لئے

(ب) ایسی صورت میں کہ وقف کرنے والا حنفی مسلمان ہو وہ اپنی زندگی کے
دوران ذاتی کفالت کے لئے یا اپنے قرضوں کی ادائیگی کے لئے وقف
جائیداد کے کرایوں یا منافع سے روپیہ حاصل کر سکتا ہے۔ ۱ے

ایک بڑا حق جو اس قانون کے ذریعے مسلمانوں کو دلایا گیا یہ تھا کہ ایک مسلمان زبانی طور پر بھی وقف قائم کر سکتا ہے۔ اور اسے مجبور نہیں کیا جا سکتا کہ وہ تحریری طور پر ہی وقف قائم کرے۔

قیام پاکستان کے مقاصد میں سب سے بڑا مقصد قائد اعظم کے الفاظ میں یہ تھا۔

"(قیام پاکستان) کا تصور یہ تھا کہ ہماری ایک ایسی مملکت ہونی چاہیئے جس میں ہم آزاد انسانوں کی طرح زندہ رہ کر سانس لے سکیں اور جس مملکت کی ہم اپنی بصیرت اور اپنی ثقافت کے مطابق نشو و نما کر سکیں اور جہاں اسلامی معاشرتی انصاف پوری طرح عمل میں آ سکے" ۲ے

اسلام کی ہمہ جہتی حیثیت کے بارے میں انھوں نے کہا۔

"کوئی شبہ نہیں کہ بہت سے لوگ ہمارا مدعا پوری طرح نہیں سمجھتے۔ جب ہم اسلام کا ذکر کرتے ہیں تو اسلام محض چند عقیدوں، رواجوں اور روحانی تصورات کا نام نہیں، اسلام ہر مسلمان کے لئے ایک ضابطہ بھی ہے جو اس کی زندگی، کردار اور معیشت تک، کے معاملات میں ایک نظم و ضبط عطا کرتا ہے۔" ۳ے

اسلام کی روح کے بارے میں آپ فرماتے ہیں ۔

"اسلام ذات پات کی تقسیم کو تسلیم نہیں کرتا اور رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلّم نے ذاتوں کی تقسیم اور اونچ نیچ کو ہموار کیا تھا اور ملکِ عرب میں عربوں کے اندر ایک ملی وحدت قائم کرنے میں کامیاب ہوئے تھے ...... ہماری بنیاد اور ہماری کشتی کا لنگر اسلام ہے۔ یہاں شیعہ سنی کا سوال نہیں۔ ہم ایک ہیں اور

۱ے قائد اعظم کا اسلامی کردار ۔ باب چہارم

۲ے افواج پاکستان سے خطاب ۱۱ اکتوبر ۱۹۴۷ء

۳ے سپیچز اینڈ رائٹنگز آف مسٹر جناح از جمیل الدین احمد جلد اوّل ص ۲۴۱

ہمیں ایک ملّت کی حیثیت سے آگے بڑھنا ہے تبھی ہم پاکستان حاصل کر سکتے ہیں[۴]

اسلامی عبادات کی حقیقی روح سے قائدِ اعظم بخوبی واقف تھے۔ ۱۳ نومبر ۱۹۳۹ء کو عید کے پیغام میں آپ نے کہا۔

"ہر روز پانچ مرتبہ ہمیں اپنے محلّوں کی مسجدوں میں جمع ہونا پڑتا ہے۔ پھر ہر ہفتے کے دوران ہمیں جمعہ کے دِن جامع مسجد میں یکجا ہونا پڑتا ہے پھر سال میں دو بار ہمیں عیدین کی نماز کے لیے سب سے بڑی مسجد یا شہر سے باہر میدان میں اکٹھا ہونا پڑتا ہے اور ان سب کے بعد حج ہے جس کے لیے دُنیا بھر کے مسلمان ہر ملک سے سفر کر کے زندگی میں کم از کم ایک بار پہنچتے ہیں آپ نے دیکھا ہوگا کہ ہماری نمازوں کی ترتیب نہ صرف ہمیں دوسرے مسلمانوں کے ساتھ مربوط رکھتی ہے بلکہ اس طرح ہمیں دوسری اقوام کے لوگوں سے بھی مِلنا جُلنا پڑتا ہے"[۵]

رمضان شریف کی عظمت اور فضیلت کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

"رمضان کا مہینہ روزہ داری، عبادت اور اللہ سے اپنا تعلق استوار کرنے کا مہینہ ہے۔ یہی مہینہ تھا جس میں قرآن مجید کا نزول ہوا۔ بنیادی طور پر تو یہ ایک روحانی ضابطہ ہے جو مسلمانوں پر نافذ کیا گیا ہے لیکن اِس فرض کی بجا آوری میں اخلاقی نظم وضبط کے بارے میں اس کی قدر وقیمت نمایاں ہوتی ہے اور اس معاملے میں جو معاشرتی اور طبیعی فوائد حاصل ہوتے ہیں وہ بھی کچھ کم نہیں ہوتے"[۶]

اسلام کے اصول ابدی ہیں چنانچہ اس سلسلے میں آپ نے کہا۔

"اسلامی اصولوں کا کوئی جواب نہیں۔ آج تک یہ اصول زندگی میں اسی طرح قابل ہیں جس طرح تیرہ سو سال پہلے تھے"[۷]

---

[۴] ملّتِ کا پاسبان۔ قائداعظم اکیڈمی کراچی۔ ص ۳۲۹

[۵] سپیچز اینڈ اسٹنگز آف مسٹر جناح از جمیل الدین احمد۔ ص ۱۰۱

[۶] ایضاً ایضاً ص ۳۱۷

[۷] ماہنامہ طلوع اسلام لاہور۔ فروری ۱۹۵۹ء۔ ص ۷۰

عام طور پر قائد اعظم کے خلاف یہ پروپیگنڈا کیا جاتا تھا (بلکہ تنگ نظر حاسدین اب تک کئے جا رہے ہیں) کہ وہ قرآنی تعلیمات سے ناواقف تھے۔ مگر حقیقت اس کے بالکل برعکس تھی۔ انھوں نے اپنی تقاریر میں بار بار اس امر کا اظہار کیا ہے کہ وہ قرآنی تعلیمات سے اچھی طرح واقف ہیں۔ اُن کی تقاریر سے چند اقتباسات ملاحظہ ہوں۔

"خواتین و حضرات! مَیں کوئی فاضل مولانا یا مولوی نہیں ہوں نہ ہی مجھے اس بات کا دعویٰ ہے کہ مَیں دینی علوم کا ماہر ہوں لیکن مَیں اپنے دین کے بارے میں تھوڑا بہت ضرور جانتا ہوں اور دین کا ایک ادنیٰ لیکن پُر افتخار خادم ہوں" ۸؎

"بعض لوگ نکتہ چینی کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ اسلام کیا ہے؟ یہ لوگ یہ اعتراض بھی کرتے ہیں کہ میں اسلام سے ناواقف ہوں۔ مَیں نے قرآن کریم کو بار بار پڑھا ہے اور جب مَیں نے یہ کہا تھا کہ پاکستان میں اسلامی نظام قائم ہوگا تو یہ محض اِدّعا اور بڑ نہیں تھی" ۹؎

اس سلسلے میں مسٹر جمیل الدین احمد "سپیچز اینڈ رائٹنگز آف مسٹر جناح" کے دیباچہ میں لکھتے ہیں۔

"بہت سے لوگوں کے ذہنوں میں یہ مغالطہ ہے کہ مسٹر جناح کا دین کی روح سے کوئی واسطہ نہ تھا۔ یہ سچ ہے کہ انھوں نے اپنے گرد مذہبی تقدس کا ہالہ نہیں بنایا ہوا تھا۔ یہ بھی سچ ہے کہ وہ عوام کے مذہبی جذبات اور تعصبات کا استحصال نہیں کرتے تھے۔ وہ مذہبی رسومات کی نمائش نہ کرتے تھے اور مذہبی اور منطقی موشگافیوں کا تانا بانا بھی نہیں بناتے تھے لیکن وہ دین کی روح سے نہ صرف باخبر بلکہ پوری طرح سرشار تھے"۔ ۱۰؎

۱۹۴۱ء میں حیدر آباد میں عثمانیہ یونیورسٹی میں ایک تقریب کے موقع پر اپنی صدارتی تقریر میں

۸؎ سپیچز اینڈ رائٹنگز آف مسٹر جناح از جمیل الدین احمد' جلد اوّل ص ۲۴۱

۹؎ ایضاً جلد دوم ص ص۔ ۲۳، ۲۴

۱۰؎ ایضاً جلد اوّل ص xxiii

انھوں نے فرمایا تھا۔

"میں کوئی مولوی نہ مُلّا نہ مجھے دینیات میں مہارت کا دعویٰ ہے البتہ میں نے قرآن مجید کا اور قوانینِ اسلامی کا اپنے طور پر مطالعہ کرنے کی کوشش کی ہے۔ اس عظیم الشان کتاب کی تعلیمات میں انسانی زندگی کے ہر باب کے متعلق ہدایات موجود ہیں۔ زندگی کا روحانی پہلو ہو یا معاشرتی، یا سیاسی اور معاشی پہلو۔ غرض یہ کہ کوئی شعبہ ایسا نہیں جو قرآنی تعلیمات سے باہر ہو" [11]

اس اجلاس میں انھوں نے اسلامی حکومت کا تصوّر بھی پیش کیا تھا۔

" اسلامی حکومت کے تصوّر کا یہ امتیاز پیشِ نظر رہنا چاہیئے کہ اس میں اطاعت اور وفاکیشی کا مرجع خُدا کی ذات ہے جس کی تعمیل کا عملی ذریعہ قرآن حکیم کے احکام اور اصول ہیں۔ اسلام میں عملاً نہ کسی بادشاہ کی اطاعت ہے نہ پارلیمان کی نہ کسی اور شخص کی یا ادارے کی۔ قرآن حکیم کے احکام ہی سیاست و معاشرت میں ہماری آزادی اور پابندی کی حدود متعیّن کر سکتے ہیں۔ اسلامی حکومت دوسرے معنوں میں قرآنی اصول اور احکام کی حکمرانی ہے" [12]

۱۴ ر اپریل ۱۹۴۳ء کو فرانٹیئر مُسلم سٹوڈنٹس فیڈریشن کو پیغام دیتے ہوئے آپ نے کہا۔

"آپ نے مجھے پیغام بھیجنے کے لئے کہا ہے۔ مَیں آپ کو کیا پیغام دے سکتا ہوں ہمارے پاس رہنمائی اور ذہنی روشنی حاصل کرنے کے لئے قرآن کی صورت میں عظیم پیغام موجود ہے۔" [13]

۱۹۴۵ء میں عید کے موقع پر برِصغیر کے مسلمانوں کے نام اپنے پیغام میں آپ فرماتے ہیں۔

" جہلاء کے سوا ہر شخص جانتا ہے کہ قرآن کریم مسلمانوں کا مجموعی ضابطۂ حیات

---

[11] ملّت کا پاسبان۔ قائداعظم اکیڈمی کراچی ص ص ۳۲۹، ۳۳۰

[12] ایضاً ایضاً ص ۳۳۰

[13] سپیچز اینڈ رائٹنگز آف مسٹر جناح از جمیل الدین احمد۔ ص ۴۹۰

ہے۔ دینی معاشرتی، سول، تجارتی، عسکری، عدلیہ اور فوجداری معاملات کا ضابطہ، یہ ضابطہ مذہبی رسومات سے لے کر روزمرہ زندگی کے معاملات تک نجاتِ روح سے لے کر صحتِ جسم تک، اخلاقیات سے لے کر جرائم تک، دنیوی سزا سے لے کر عاقبت کی سزا تک، لوگوں کے اجتماعی حقوق سے لے کر انفرادی حقوق تک تمام معاملات پر حاوی ہے۔" ۱۴؎

۱۴ فروری ۱۹۴۸ء کو سبّی کے سالانہ دربار میں خطاب کرتے ہوئے آپ نے فرمایا۔

"میرا عقیدہ ہے کہ ہماری نجات اخلاق کے اُن سنہری ضوابط میں مضمر ہے۔ جو ہمارے عظیم قانون دہندہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے واضح کئے ہیں۔ آیئے ہم جمہوریت کی بنیاد سچے اسلامی نظریات اور اصولوں پر رکھیں۔ ہمارے اللہ تعالیٰ نے ہمیں بتایا ہے کہ ملکی معاملات میں ہمارے فیصلے بحث و نظر اور باہمی مشوروں کی روشنی میں ہونے چاہئیں۔" ۱۶؎

اسلامی اصولوں اور ثقافت کے بارے میں آپ نے فرمایا۔

"اخوّت، مساوات، اور انسانی برادری یہ سب ہمارے مذہب، ہماری تہذیب اور ہماری ثقافت کے بنیادی نکات ہیں اور ہم نے پاکستان کے لئے جد وجہد اسی لئے کی۔ کیونکہ اس برِصغیر میں اِن انسانی حقوق سے روگردانی کا خدشہ تھا۔" ۱۷؎

پاکستان کے آئین کے متعلق آپ کے تصوّرات واضح تھے۔ امریکی عوام کے نام ریکارڈ کراتے ہوئے ایک نشریئے میں آپ نے فرمایا۔

"پاکستان کا آئین ابھی آئین ساز اسمبلی کے ہاتھوں تیّار ہونا ہے مجھے معلوم نہیں کہ اس آئین کی آخری شکل وصورت کیا ہوگی۔ لیکن مجھے یقین ہے کہ یہ جمہوری انداز کا ہوگا،

۱۴؎ سپیچز اینڈ رائٹنگز آف مسٹر جناح از جمیل الدین احمد، جلد اوّل ص ص ۲۰۸، ۲۰۹

۱۵؎ ایضاً ایضاً ص ۵۶

۱۶؎ قائدِاعظم محمد علی جناح از جی الانہ۔ ص ۵۶

۱۷؎ ۲۶ مارچ ۱۹۴۸ء کو ڈھاکہ میں ایک پبلک استقبالئے میں تقریر۔ کوٹس فرام دی قائد از کرم حیدری ص ۳۹

جس کے اندر اسلام کے اہم اصول ہوں گے ان اصولوں کا آج بھی عملی زندگی پر ویسا ہی اطلاق ہوتا ہے جیسے کہ تیرہ سو سال پہلے۔ اسلام اور اس کی مثالیت نے ہمیں جمہوریت سکھائی ہے۔ اس نے ہمیں انسانوں کی برابری، انصاف اور ہر شخص کے ساتھ حسنِ سلوک کا سبق سکھایا ہے۔ ہم اُن شاندار روایات کے وارث ہیں اور پاکستان کے آیندہ دستور کے واضعین کی حیثیت سے اپنی ذمہ داریوں اور فرائض سے پوری طرح آگاہ ہیں۔" ۱۸

ایمانی رشتے کے بارے میں آپ نے ۱۹ فروری ۱۹۴۸ء کو آسٹریلیا کے عوام کے نام اپنی ایک براڈکاسٹ تقریر میں فرمایا۔

"مغربی پاکستان اور مشرقی پاکستان ایک دوسرے سے تقریباً ایک ہزار میل کے فاصلے پر واقع ہیں اور یہ ہزار میل کا فاصلہ ہندوستانی علاقہ ہے، پہلا سوال جو بیرونِ پاکستان کا کوئی طالبِ علم پوچھ سکتا ہے یہ ہے کہ یہ کس طرح ممکن ہے کہ دو علاقوں میں جو ایک دوسرے سے اتنے فاصلے پر واقع ہوں وحدت حکومت ہو؟ اس سوال کا جواب میں ایک لفظ میں دے سکتا ہوں۔ ایمان۔ اللہ پر ایمان۔ اپنے آپ پر اور اپنی تقدیر پر بھروسہ" ۱۹

اسلام، قرآن، اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات پر مکمل اعتماد کا ہی نتیجہ تھا کہ قائدِ اعظم نے ہمیشہ صرف اس چیز پر فخر کیا کہ میں نے زندگی میں اسلام کی خدمت کی ہے اور قرآن حکیم کے اصولوں کے مطابق ایک اسلامی ریاست کے قیام کے لئے جدوجہد کو اپنا مشن بنایا ہے۔

۱۷ اپریل ۱۹۴۸ء کو پشاور کے ایک قبائلی جرگے کو مخاطب کرتے ہوئے آپ نے فرمایا ۔

" جو کچھ میں نے کیا ہے اسلام کے خادم کی حیثیت سے کیا ہے اور جتنا کچھ میری بساط میں تھا اس کے مطابق اپنی ملت کی مدد کرتا رہا ہوں، میری مسلسل

---

۱۸ ملت کا پاسبان۔ قائدِ اعظم اکیڈمی کراچی ص ۳۳۳

۱۹ ایضاً ایضاً ایضاً

کوشش رہی ہے کہ مسلمانوں کے اندر اتحاد پیدا کردوں اور مجھے توقع ہے کہ عظیم اور شاندار پاکستان کی تعمیرِ نو اور ترقی کا عظیم کام جو ہمارے سامنے ہے اس کو مدِ نظر رکھتے ہوئے ایسا محسوس کریں گے کہ حصولِ پاکستان سے جو ہم خدا کے فضل و کرم سے کر چکے ہیں کہیں زیادہ ہمیں اب اتحاد اور استقامت کی ضرورت ہے مجھے یقین ہے کہ آپ اس مشن میں میری پوری پوری مدد کریں گے .... ہم مسلمان ایک خدا ، ایک کتاب یعنی قرآن حکیم اور ایک نبی پر ایمان رکھتے ہیں. اس لئے ہمیں ایک ملت کی صورت میں متحد ہو جانا چاہیئے ۔" [۲۰]

---

[۲۰] ملت کا پاسبان۔ قائدِ اعظم اکیڈمی کراچی ص ۳۴۳

پاکستان میں نفاذ شریعت کے ادارے

Fikr-o-Nasar (Islamabad) 20:9-10 (1983)

وزارت مذہبی امور

پروفیسر امتیاز احمد سعید

نفاذِ اسلام کے سلسلے میں حکومت کے بہت سے ادارے اور شعبے اس وقت سرگرم عمل ہیں۔ جن اداروں کا تعلق نفاذ اسلام کے عمل سے براہ راست ہے۔ اُن میں بلاشبہ وزارتِ مذہبی امور بہت نمایاں ہے۔ اس کی بنیادی وجہ یہ ہے کہ اس کے اساسی مقاصد میں یہ بات شامل ہے کہ پاکستان میں نفاذِ اسلام کے عمل کو وسیع تر کرنے اور معاشرے کو صحیح اسلامی خطوط پر چلانے کی بھرپور کوششیں کی جائیں۔

وزارتِ مذہبی امور اس بنا پر بھی منفرد حیثیت کی حامل ہے کہ اس کی ذمّہ داریوں میں مختلف نوعیّت کے کام شامل ہیں۔ وزارت کی اہم ذمّہ داریوں اور شعبوں کی تفصیل حسبِ ذیل ہے:

۱۔ شعبۂ حج:

عازمینِ حج کی درخواستوں کی وصولی سے لے کر حج کی ادائیگی تک تمام مرحلوں پر حج کے انتظامات اور حجاج کرام کی دیکھ بھال اس شعبہ کی بنیادی ذمّہ داری ہے۔ گزشتہ چند سالوں کے دوران حج کے انتظامات کو بہت منظم طور پر سائنسی بنیادوں پر استوار کیا گیا ہے۔ حج کی درخواستوں کی قرعہ اندازی اور خوش نصیب حجاج کو بروقت اُن کے متعلقہ معاملات کی اطلاع کمپیوٹر کے ذریعہ کی جاتی ہے۔ جس میں غلطی اور تاخیر کا کم سے کم امکان رہتا ہے۔

حجاج کرام کو زیادہ سے زیادہ سہولتیں بہم پہنچانے کی خاطر ہر سال حج کانفرنس منعقد کی جاتی ہے جس میں ملک کے ہر حصّے سے ایسے حضرات شریک ہوتے ہیں جنہوں نے حال ہی میں حج کیا ہو اور